© rasailojaraid.com

تاریخ الرِّدّہ

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاد ادبیات عربی دلّی یونیورسٹی دلّی)

(۱۳)

طُرَیفہ بن حاجِز (بنو سُلَیم میں مدینہ کے نمائندہ) نے ابوبکر صدیق رضؓ کا مراسلہ (جو پچھلی اشاعت میں قارئین نے پڑھا) مسلمان سُلَیمیوں کو سُنایا، وہ مُسلّح ہو کر جمع ہو گئے اور طُریفہ کی سرکردگی میں فُجاءَۃ سے لڑنے نکلے، فُجاءَۃ نے ایک ہراول فوج اپنے دستِ راست نجبہ بن ابی المثنیٰ کی قیادت میں مقابلہ کے لئے بھیجی، اُس کی مسلمانوں سے جھڑپ ہوئی جس میں وہ مارا گیا، اُس کے سپاہی بھاگ کر فجاءۃ سے جا ملے۔ اب طُرَیفہ بن حاجز نے فُجاءۃ کی طرف پیشقدمی کی، دونوں فریق متصادم ہوئے، مسلمانوں نے تیر باری شروع کر دی، فُجاءۃ کے سپاہیوں نے بھی بے دلی سے تیر پھینکے، اُن کے حوصلے پست تھے کیونکہ خود اُن کا لیڈر فُجاءۃ ہمّت ہار گیا تھا اور اپنے کئے پر نادم تھا، اُس نے طُرَیفہ سے کہا: خدا کی قسم میں مرتد نہیں ہوا میں اسلام پر قائم ہوں، اور جس طرح تم ابوبکر کے کمانڈر ہو، اُسی طرح میں بھی ہوں" طُرَیفہ: اگر تم سچے ہو تو ہتھیار ڈال دو اور ابوبکر کے پاس چلو" فُجاءۃ نے ہتھیار ڈال دیئے، طُرَیفہ اُس کو ایک رسّی سے باندھنے لگے تو فجاءۃ نے کہا: ایسا نہ کرو طُرَیفہ، اگر تم مجھے باندھ کر لے گئے تو میں رسوا ہو جاؤں گا، طُرَیفہ: یہ دیکھو ابوبکر کا خط، اس میں انھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ تم کو گرفتار کر کے لاؤں"۔ فُجاءۃ: بہتر ہے، خلیفہ کا حکم سر آنکھوں پر" طُرَیفہ نے دس سُلَیمیوں کے ایک وفد کے ساتھ فجاءۃ کو مدینہ روانہ کر دیا، ابوبکر صدیق رضؓ نے اُس کو قبیلہ جُشَم کے پاس بھیج دیا جس کے آدمیوں کو فُجاءۃ نے قتل کیا تھا، انھوں نے اس کو آگ میں جلا دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنو سُلیم کی شاخ ظَربان کا ایک لیڈر قَبیصہ ابو بکر رض سے ملا اور کہا میں مسلمان ہوں اور میری قوم بھی اسلام کی وفادار ہے، ابو بکر صدیق رض نے اس کو حکم دیا کہ اپنے ہم قوم مسلمانوں کو لیکر باغی سُلیمیوں سے لڑو، قبیصہ نے لوٹ کر اپنے قبیلہ کے مسلمانوں کو یہ پیغام سُنایا تو بہت سے لوگ اُن کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے، قَبیصہ اُن کو لیکر نکل پڑے اور جہاں جہاں باغیوں کو پاتے مارتے اور قتل کرتے اتکا گذر خَمیصہ بن حَکَم سَرِیدی (ہم خاندان شاعرہ خنسار) کے گھر کی طرف ہوا، اس وقت خَمیصہ باغی عناصر کو جمع کرنے گیا ہوا تھا، قَبیصہ نے اُس کے ایک باغی مہمان کو مار ڈالا اور اُس کے اونٹ اور بکریاں ہانک لے گئے، ایک تالاب کے کنارے قبیصہ کے ساتھیوں نے مقتول مہمان کی ایک بکری ذبح کی اور اس کو کھا پی کر چلدیئے، خمیصہ لوٹا تو گھر والوں نے اس کو مہمان کے قتل کا ماجرا سُنایا، وہ قَبیصہ کی تلاش میں نکل گیا اور اُس تالاب سے گذرا جہاں مہمان کی بکری ذبح کی گئی تھی، اُس نے آگ میں بھُنی ہوئی سری کی ہڈی جو قبیصہ کے ساتھی چھوڑ گئے تھے اُٹھائی اور اُس کو اپنے مونھ پر مارتا قبیصہ کی تلاش میں چلدیا، جب قبیصہ ملا تو وہ ہنوز بکری کی کھوپڑی اپنے مونھ پر مار رہا تھا اور خون اس کی داڑھی پر ٹپک رہا تھا، وہ طاقتور آدمی تھا، اُس نے قبیصہ سے کہا: تم نے میرے مہمان کو مار ڈالا!" قَبیصہ: تمہارا مہمان مرتد ہو گیا تھا" خَمیصہ: اچھا اُس کے مویشی لوٹا دو" قبیصہ نے لوٹا دیئے۔ ایک بکری کم پاکر خَمیصہ نے بکری طلب کی۔ قبیصہ نے کہا وہ تو میرے ساتھیوں نے کھا پی لی، اور اُن کو ایسا کرنے کا حق تھا کیونکہ وہ باغیوں کی گوشمالی کی مہم پر تھے" خَمیصہ: باغیوں میں تمہارے لئے میرا مہمان ہی جسے میں نے پناہ دی تھی ہاتھ صاف کرنے کے لئے رہ گیا تھا!" قَبیصہ: کیوں نہیں، کر لو جو تمہارا جی چاہے" خَمیصہ نے طیش میں آکر قبیصہ کے سر پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کا پھل ٹیڑھا ہو گیا، قبیصہ اونٹ سے نیچے گرے اور خَمیصہ سے کہا: تم نے میرا سر زخمی کر دیا ہے، اب اس سے آگے نہ بڑھنا" خَمیصہ نے دو پتھروں سے نیزے کا پھل سیدھا کیا اور یہ کہتے ہوئے کہ" اپنے مہمان کے قتل کے بعد میں رُک جاؤں یہ بالکل ناممکن ہے، قبیصہ پر ایسا وار کیا کہ وہ ختم ہو گئے۔ اُنھوں نے اپنے ساتھیوں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خمیصہ کے آنے سے پہلے ہی چھٹی دیدی تھی، ابوبکر صدیق رضؓ نے خالد کو یہ فرمان بھیجا:۔

"خدا کی عنایت سے اگر تم بنو حنیفہ پر فتحیاب ہو تو یمامہ میں زیادہ قیام نہ کرنا اور بنو سُلیم کے علاقہ میں جا اُترنا اور اُن کی ایسی خبر لینا کہ ان کو غداری اور بغاوت کا مزہ آجائے، کسی عرب قبیلہ پر مجھے اتنا غصہ نہیں جتنا اُن پر ہے، اُن کا ایک آدمی (فجارۃ) میرے پاس آیا اور کہا میں مسلمان ہوں، جہاد کے لئے میری امداد کیجئے، میں نے جانوروں اور ہتھیاروں سے اس کی مدد کی، پھر وہ رہزنی کرنے لگا، میں تم پر قطعاً برہم نہ ہوں گا اگر فتح حاصل کر کے تم ان کو آگ اور تلوار سے اس بُری طرح قتل کرو کہ پھر کبھی اُن کو غداری کی جرأت نہ ہو"

خط پاکر خالد بن ولیدؓ نے ہراول ٹولیاں بھیجنی شروع کر دیں، بنو سُلیم کو خبر ہوئی تو اُن کے بہت سے آدمی مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اُن میں زیادہ تر بنو سُلیم کی شاخ بنو عُصَیَّہ کے افراد تھے۔ جہاں جہاں مُرتد بنو سلیم باقی تھے اُن کو بھی بلا لیا گیا۔ مُرتد سلیمیوں کا لیڈر اور سرغنہ ابو شَجَرَۃ (مشہور شاعر خنساء کا لڑکا) تھا، یہ لوگ جوار نامی تالاب کے قریب خیمہ زن تھے کہ خالدؓ صبح تڑکے اُن کے بالمقابل آپہنچے، اُنھوں نے اپنی فوج کو چوکنا اور مسلح ہونے کی تاکید کی اور ان کی صفیں مرتب کیں، بنو سُلیم نے بھی اپنی صفیں ٹھیک کر لیں۔ مسلمان اس وقت بہت خستہ اور کمزور تھے اُن کے گھوڑے قلّتِ خوراک سے لاغر ہو گئے تھے۔ خالدؓ خود تلوار لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اُن کو خوب قتل کیا، پھر اُنھوں نے ایسا بھرپور حملہ کیا کہ دشمن کے ہاتھ پیر پھُول گئے، وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا، خالدؓ نے اُس کے بہت سے سپاہی پکڑ لئے، ان میں سے کسی کے کندھے پر تلوار مارتے تو اس کے دو الگ حصّے کر دیتے، سُفیان بن اَبی عَوجار کا بیان ہے کہ خالدؓ نے باڑے بنوائے اور شکست خوردہ سلیمیوں کو اُن میں بند کر کے آگ لگا دی جس میں وہ جل مرے۔ اس لڑائی میں ابو شَجَرَۃ کے ہاتھ سے کافی مسلمان شہید ہوئے اور اُن کی ایک بڑی تعداد گھائل ہوئی، اُس نے اپنی اس کامیابی پر ایک نظم کہی جس کا آخری شعر یہ ہے۔

فرَوَّيتُ رُمحي من كتيبةِ خالدٍ — وإني لأرجو بعدها أن أعمّرا

میں نے اپنا نیزہ خالد کے سواروں سے خوب سیراب کیا — اور مجھے پوری امید ہے کہ میں ابھی بہت دنوں تک زندہ رہونگا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب خالدؓ دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر صدیق رضؓ نے سب سے پہلے اُن سے بنو سُلیم کے حالات دریافت کیے، خالدؓ نے ان کی ہلاکت کا قصہ سنایا تو ابوبکر صدیق رضؓ نے خدا کا شکر و سپاس ادا کیا۔ کچھ دن بعد مُعاویہ بن الحکم اور اس کا بھائی خُبیصہ ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس آئے اور کہا۔ "ہم مسلمان ہیں۔" ابوبکر صدیقؓ نے خُبیصہ سے کہا: "تم نے قبیصہ کو قتل کیا اور مرتد ہو گئے۔" خُبیصہ: "انھوں نے جو میرے مہمان کو جسے میں نے پناہ دی تھی قتل کر دیا تھا۔" ابوبکرؓ: "اُس نے تمہارے مرتد مہمان کو قتل کیا تو تم نے خود اُسے قتل کر دیا! دیکھتا ہوں اب تم کیسے بچ نکلتے ہو، تم کو قتل کیے بغیر نہیں رہوں گا۔" خُبیصہ کے بھائی معاویہ نے کہا: "خلیفہ رسول اللہؐ! اُس وقت خُبیصہ مرتد تھا اور اپنے مقتول کا بدلہ نہ لے سکا تھا (اس لئے اس کے جذبات بہت مشتعل تھے) اب اُس نے توبہ کر لی ہے اور پھر اسلام قبول کر لیا ہے، وہ قبیصہ کا خون بہا ادا کر دیگا" ابوبکر صدیقؓ: "لاؤ خون بہا۔" خُبیصہ نے ادا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ ابوبکر صدیقؓ: "کیا خوب آدمی تھا قبیصہ اور کیا خوب راہ تھی جس پر چل کر اُس نے جان دی!" پھر ابوبکرؓ نے معاویہ سے کہا: "بنو شَرید تم نے وہ عطردان لوٹ لیا جو رسول اللہؐ کے لئے بھیجا گیا تھا اور کہا اگر قریش میں سے کوئی رسول اللہؐ کا جانشین ہوا تو وہ تمہارے قبول اسلام ہی سے مطمئن ہو جائیگا اور اس مرنے والے (رسول اللہؐ) کے تحفہ لوٹنے پر تم سے کوئی باز پُرس نہ کرے گا اور اگر کسی نے تحفہ طلب کیا تو وہ مرنے والے کے کنبہ والے ہو سکتے ہیں اور وہ کب ایسا کرنے لگے کیونکہ تم رشتہ میں اُن کے ماموں ہوتے ہو۔" معاویہ: "ہم ذمہ لیتے ہیں عطردان آپ کو لوٹا دیں گے۔" ابوبکر صدیق رضؓ نے معاویہ کو عطردان کا ضامن بنا دیا اور اُس کو دو یا تین ماہ کی مہلت دی۔ اس میعاد میں معاویہ عطردان لے آیا، ابو شجرہ بھی جلد مسلمان اور مدینہ کا وفادار ہو گیا۔ وہ اپنی بے راہ روی پر معذرت کرتا اور کہتا میں نے وہ شعر نہیں کہے جس میں سے ایک کا اوپر ذکر ہوا۔ عمر فاروق رضؓ کے عہد خلافت میں ابو شجرہ نے مدینہ کا سفر کیا اور اپنی اونٹنی (مدینہ کے باہر) بنو قُریظہ کے علاقہ میں ٹھہرائی اور شوران کے پتھریلے میدان سے ہو کر مدینہ میں داخل ہوا اور جب عمر فاروق کے پاس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیا تو وہ غریبوں کو غلہ وغیرہ بانٹ رہے تھے، اس نے کہا: امیرالمومنین! مجھے بھی دیجئے، میں نادار ہوں۔ عمر فاروق رضہ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ ہوں۔ عمر فاروقؓ: دشمن خدا کیا تیرا یہ شعر نہیں ہے:

وروّیت رمحی من کتیبۃ خالد ۔۔۔ وإنی لأرجو بعدھا أن أعمّرا

جنیت بہت بری گذاری تو نے اپنی عمر! یہ کہکر وہ اس کے کوڑے مارنے لگے، ابوشجرہ بھاگا اور اس کے پیچھے عمر فاروقؓ، لیکن وہ اس کو پکڑ نہ سکے۔ وہ سیدھا اپنی اونٹنی کے پاس گیا اور اس پر کجاوہ کس کر شوران کے میدان سے اس کو دوڑاتا بنوسلیم کے علاقہ میں پہنچ گیا۔ اگرچہ ابوشجرہ اچھا خاصہ مسلمان تھا، اس کو عمر فاروقؓ کے جیتے جی پھر کبھی ان سے ملنے کی جرأت نہ ہوئی جب کبھی اس کی زبان پر عمر فاروقؓ کا ذکر آتا تو وہ ان کے لئے رحمت کی دعا کرتا اور کہتا مجھے ان کے برابر کسی سے ڈر نہیں لگتا تھا، اس نے مذکورہ سانحہ کے بارے میں یہ شعر کہے

ضنّ علینا ابوحفص بنائلہ ۔۔۔ وکل مختبط یوماً لہ ورق

ابوحفص عمر ہمارے ساتھ بخل سے پیش آئے، خیر۔ ہر مانگنے والے کی جیب کسی دن گرم ہو ہی جاتی ہے

مازال یرھقنی حتی خذیت لہ ۔۔۔ وحال من دون بعض البغیۃ الشفق

وہ مجھے پکڑنے لپکتے رہے لیکن میں ان کے ہاتھ نہ آیا ۔۔۔ طویل مسافت کی وجہ سے کبھی مقصد فوت ہو جاتا ہے

لما لقیت أبا حفص وشرطتہ ۔۔۔ والشیخ یقرع أحیانا فینحمق

جب ابوحفص عمر اور ان کی پولیس سے ملا۔ تو انھوں نے مجھے مارا اور وہ کبھی کبھی بر بنائے حماقت لوگوں کو پیٹ دیتے ہیں

ثم ھرعت إلی وجناء کاسرۃ ۔۔۔ مثل النعام لم یثبت لھا الأفق

مار کھا کر میں ایک مضبوط اونٹنی کی طرف بھاگا ۔۔۔ جو شتر مرغ کی طرح تیز گام ہے

أزجیتھا أمحل من شوران صادرۃ ۔۔۔ إنی لأزری علیھا وھی تنطلق

میں اسے شوران کے پتھریلے بے آب وگیاہ میدان کی طرف۔ اس کی سست رفتاری پر ڈانٹتا ڈپٹتا گھر واپس لے چلا

ہشام بن عروہ نے اپنے والد کی سند پر ابوشجرہ کی عمر فاروقؓ سے ملاقات کا واقعہ مذکورہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قصہ سے مختلف بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ابو شجرہ مدینہ آیا اور اپنی اونٹنی ایک گھر میں لاکر کھڑی کی پھر وہ بھیس بدلے مسجد میں آیا اور لیٹ گیا، عمر فاروق رضؓ نے جن کے اکثر گمان صحیح نکلتے تھے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے تھے، انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ ابو شجرہ ہے، وہ اُٹھے اور اس کے قریب گئے اور پوچھا: تم کون ہو، ابو شجرہ نے کہا ایک سُلیمی ۔ عمر فاروق: اپنا حسب نسب بتاؤ ابو شجرہ: فلاں بن عبدالعزیٰ" عمر فاروق رضؓ: تمہاری کُنیہ کیا ہے؟ ابو شجرہ: ابو شجرہ" یہ سُنکر عمر فاروق نے اُس کے کوڑا رسید کیا اور "فرَوَّيت رُمحی" والا شعر پڑھا، اس کے بعد کی تفصیل دونوں روایتوں میں لگ بھگ یکساں ہے ۔

بغاوت بحرین۔[1]

یعقوب زہری، اسحاق بن عیسٰی اور یہ اپنے چچا عیسٰی بن طلحہ کی سند پر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ کی وفات پر جب عرب مرتد ہوئے تو شاہِ مدائن نے اپنے مشیروں سے کہا: آپ کی رائے میں کس کو عربوں کے سمتراؤ کی مہم سُپرد کی جائے، اُن کے نبی کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں، البتہ اگر خدا ان کی حکومت باقی رکھنا چاہے گا تو وہ سب سے فاضل آدمی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تو اُن کی حکومت و اقتدار قائم رہیگا اور وہ فارسیوں اور رومیوں دونوں کو اُن کے ملکوں سے نکالدیں گے۔" مشیروں نے کہا اس کام کے لئے ہم مخارق بن نعمان کا نام تجویز کرتے ہیں جو نہایت ہی لائق اور کارگذار آدمی ہے، وہ اُس خاندان کا روشن چراغ ہے جس نے عربوں کو رام کر کے زیر فرمان کر لیا تھا اور بکر بن وائل کا طاقتور قبیلہ آپ کا پڑوسی ہے۔ اُن کی ایک فوج مخارق کی کمان میں بھیجدیجئے" شاہِ مدائن نے

---

[1] بحرین سے مراد جزائر بحرین نہیں جیسا کہ آجکل سمجھا جاتا ہے اس لفظ کا اطلاق خلیج فارس کی اس ساحلی پٹی پر ہوتا تھا جو عراق کے ڈیلٹا سے موجودہ ریاست قطر تک پھیلی ہوئی تھی۔ بحرین کے خاص شہر یہ تھے: قطیف (وسطی بحرین آجکل بھی موجود ہے) آرہ، ہجر، بینونۃ، زارہ، جواثار، سابور، غابہ، مُشقّر، دارین، خط (مشرقی بحرین)"... معجم البلدان یاقوت مصر ۲/۱۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحرین کے چھ سو چیدہ اشخاص کو مخارق کے ساتھ کر دیا، ہجر کے باشندوں نے (جن میں فارسی اور عیسائی زیادہ تھے) بغاوت کر دی۔ حسن بن ابی الحسن راوی ہیں کہ قبیلۂ عبدالقیس کے لیڈر جارود نے تقریر کی اور کہا :۔ صاحبو! آپ جانتے ہیں کہ میں کتنا پکا عیسائی تھا، نیز یہ کہ میرے ہاتھوں ہمیشہ آپ کو فائدہ ہی پہونچا ہے۔ بلاشبہ خدا نے ایک نبی بھیجا اور ان الفاظ میں اُن کو اور ہم سب کو بتا دیا کہ ایک دن مرنا ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ دوسرے موقع پر اُس نے پھر کہا: محمدؐ (خدا کی طرح جاوداں نہیں) وہ تو بس ایک قاصد ہیں، ان سے پہلے بھی نبی آئے اور فوت ہوئے، کیا اگر ان کا انتقال ہو جائے یا وہ قتل کر دیئے جائیں تو تم اسلام چھوڑ دوگے، جو ایسا کرے گا (وہ خود نقصان اُٹھائے گا) اور خدا کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑیگا

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

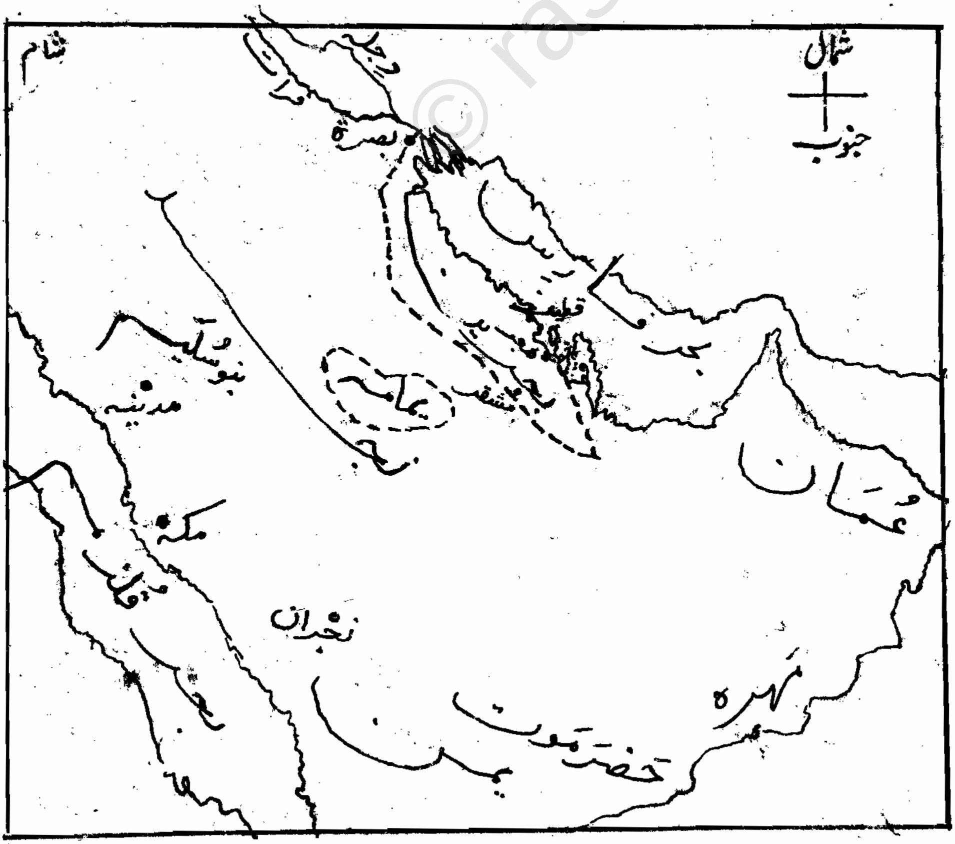

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا" دوسرا قول ہے کہ جارود نے یہ تقریر کی ؛ صاحبو! حضرت موسیٰؑ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے — ؟ حاضرین : ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ رسول تھے " جارود :۔ عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟ حاضرین :۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ بھی رسول تھے " جارود :۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں ، دوسرے نبیاء کی طرح انھوں نے ایک مقررہ وقت تک زندگی بسر کی اور انہی کی طرح ایک مقررہ وقت پر اُن کا انتقال بھی ہوگیا " تقریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبیلہ عبد القیس کا کوئی فرد مرتد نہیں ہوا۔

سہ روزہ دعوت دہلی

جو ۱۹۵۳ء سے پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اب بفضلہ تعالیٰ ترقی کا اگلا قدم اٹھانے کو ہے چنانچہ ادارہ ہذا کے فیصلہ کے مطابق ' دعوت ' ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۶۰ء سے انشاء اللہ العزیز روزنامہ کی شکل میں شائع ہوگا۔

مجوزہ روزنامہ "دعوت" دہلی میں شام کو اور بیرون دہلی اگلی صبح کو قارئین کی خدمت میں پہنچے گا۔ ایک ماہ کے اندر بیس اشاعتیں چار چار صفحات کی اور دس اشاعتیں چھ چھ صفحات کی پیش کی جائیں گی۔ جن کی قیمت علی الترتیب دس نئے پیسے و تیرہ نئے پیسے ہوگی۔ اس طرح کل چندہ تین روپے تیس نئے پیسے ایک ماہ کا ہوگا۔ سہ روزہ "دعوت" کو روزنامہ ایک ماہ کیلئے تجربہ کے طور پر کیا جا رہا ہے اگر یہ تجربہ کامیاب و آسان ثابت ہوا تو روزنامہ آگے جاری رکھا جائیگا ورنہ نہیں۔ سہ روزہ دعوت " کو روزنامہ کی شکل میں لانے کے لئے انتظامات شروع ہوگئے ہیں جن کے پیش نظر توقع کی جا سکتی ہے کہ " دعوت ' اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے ایک معیاری اردو روزنامہ کے بطور اشاعت پذیر ہوگا "۔ مینجر روزنامہ دعوت محلہ کشن گنج دہلی ۶

© rasailojaraid.com